امام ابو القاسم طبرانیؒ

—— عبدالرشید عراقی ——

امام ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب صفر ۲۶۰ھ میں پیدا ہوئے۔ ان کا اصل وطن طبریہ تھا جو دریائے اردن کے قریب واقع ہے' اس لئے طبرانی کہلاتے تھے۔ مگر آخر عمر میں اصفہان میں سکونت اختیار کرلی تھی۔

اساتذہ و تلامذہ

امام طبرانی کے اساتذہ و تلامذہ کی فہرست خاصی طویل ہے۔ تذکرہ نگاروں کے مطابق امام طبرانی نے ایک ہزار شیوخ سے استفادہ کیا۔ ان کے اساتذہ میں امام ابو زرعہ دمشقیؒ اور امام ابو عبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائیؒ بھی شامل ہیں۔ اور تلامذہ میں حافظ ابو نعیم اصفہانی بھی شامل ہیں۔

تحصیل علم کے لئے سفر

امام طبرانی نے ۱۳ سال کی عمر میں تعلیم کا آغاز کیا۔ سب سے پہلے اپنے وطن طبریہ میں اصحابِ علم و فن سے استفادہ کیا۔ یعنی ۲۷۳ھ میں تعلیم کی طرف مشغول ہوئے' ۲۷۴ھ میں قدس اور ۲۷۵ھ میں قیساریہ تشریف لے گئے۔

اس کے بعد دوسرے اسلامی ممالک یعنی حمص' جبلہ' مدائن' شام' مکہ معظمہ' مدینہ منورہ' یمن' مصر' بغداد' کوفہ' بصرہ' جزیرہ' فارس اور اصفہان تشریف لے گئے اور ہر جگہ کے اصحابِ علم و فن سے اکتسابِ فیض کیا۔

علمی تبحر

علمائے سیر نے امام طبرانی کے علم و فضل اور صاحب کمال ہونے کا اعتراف کیا ہے۔ اور اس کے ساتھ ان کے حفظ و ضبط' عدالت و ثقاہت' اتقان و ذکاوت اور ان کے غیر معمولی حافظہ کا بھی اعتراف کیا ہے۔ علمائے سیر نے ان کو الحافظ الکبیر' احد الحفاظ' الحافظ

العلم' واسع الحفظ' اور من الثقات الاثبات المعدلین وغیرہ لکھا ہے۔

حدیث میں مرتبہ

امام طبرانی علم و فضل کے جامع اور فن حدیث میں نہایت ممتاز تھے۔ علمائے اسلام نے حدیث میں ان کی بصیرت' ژرف نگاہی اور وسیع العلم ہونے کا اعتراف کیا ہے۔ علوئے اسناد میں بہت بلند مرتبہ تھے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی لکھتے ہیں کہ حدیث میں وسعت اور کثرتِ روایت میں یکتا اور منفرد تھے۔

فقہی مسلک

امام طبرانی کے فقہی مسلک کے بارے میں مولانا عبدالحلیم چشتی نے ان کو شافعی المذہب لکھا ہے۔ لیکن علمائے اسلام کا خیال ہے کہ امام طبرانی کا مسلک وہی تھا جو محدثین کرام اور ائمہ سنت کا تھا۔

دینی غیرت و حمیت

امام طبرانی میں بڑی دینی غیرت و حمیت تھی اور دین کے معاملہ میں بہت سخت تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے انہیں غیر معمولی محبت اور عقیدت تھی۔ اس لئے ان کی کوئی مذمت، اور تنقیص گوارا نہیں کرتے تھے۔

وفات

امام طبرانی نے ۲۸ ذی قعدہ ۳۶۰ھ بعمر سو سال وفات پائی اور ان کی نماز جنازہ ان کے شاگرد حافظ ابو نعیم اصفہانی نے پڑھائی۔

تصانیف

امام طبرانی کثیرالتصانیف تھے' لیکن ان کی کتابیں بھی قدیم مصنفین کی طرح محفوظ نہیں رہیں۔ مولانا عبدالحلیم چشتی نے عجالہ نافعہ کے فوائد میں امام طبرانی کی تصانیف کے نام جمع کئے ہیں۔ ان کی تلاش و جستجو کے مطابق ۷۹ کتابوں کے نام ملے ہیں۔ طوالت کے خوف سے آپ کی یہاں صرف چار کتابوں کا مختصر تعارف پیش کیا جاتا ہے۔

(۱) کتاب الدعاء : یہ امام طبرانی کی مشہور کتاب ہے۔ اس میں آنحضرت ﷺ کی ان،

دعاؤں کو جمع کیا گیا ہے جو صحیح سند سے مروی ہیں۔ اس کتاب میں پہلے دعا کے فضائل و آداب بیان کئے گئے ہیں، پھر آپؐ جس حال میں جو دعا کرتے تھے، ان کو علیحدہ علیحدہ ابواب میں جمع کیا گیا ہے۔ اور کتاب کے آخری باب میں آیت قرآنی ﴿ اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ ﴾ کی تفسیر بیان کی ہے۔

معاجم ثلاثہ : امام طبرانی نے معجم میں تین کتابیں لکھی ہیں :

۱۔ معجم کبیر ۲۔ معجم اوسط ۳۔ معجم صغیر

محدثین کرام کی اصطلاح میں معجم ان کتابوں کو کہا جاتا ہے جن میں شیوخ کی ترتیب پر حدیثیں درج کی گئی ہوں۔

(۲) معجم کبیر : یہ دراصل مسند ہے، کیونکہ اس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ترتیب پر ان کی مرویات کو شامل کیا گیا ہے، لیکن اس کی شہرت معجم کے نام سے ہوئی۔ اس میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جو کثیر الروایت صحابی تھے، کی مرویات جمع نہیں کی گئیں۔ امام طبرانی ان کی روایات علیحدہ کتاب میں جمع کرنا چاہتے تھے، معلوم نہیں وہ یہ کتاب مرتب کر سکے یا نہیں۔ معجم کبیر بارہ جلدوں میں ہے۔

(۳) معجم اوسط : اس کتاب کو امام طبرانی نے شیوخ کے ناموں پر مرتب کیا ہے۔ اس میں امام صاحب نے تقریباً ایک ہزار شیوخ کے افراد و غرائب جمع کئے ہیں۔ امام صاحب نے یہ کتاب بڑی محنت اور کاوش سے ترتیب دی ہے۔ یہ کتاب ۶ ضخیم جلدوں میں ہے۔

(۴) معجم صغیر : اس کتاب کی ترتیب بھی شیوخ کے ناموں پر ہے اور اس میں بھی ایک ہزار سے زیادہ شیوخ کی احادیث درج کی ہیں۔ اس کتاب میں امام طبرانی نے روایت اور راوی کے متعلق مختلف قسم کی تصریحات کی ہیں مثلاً حدیث کے ضعف و قوت، رفع اتصال، تفرد، شہرت اور غرابت، راویوں کے ضبط و ثقاہت یا وہم، وصف، کنیت، نام، لقب، قبیلہ، وطن اور بعض کے نسب نامے اور روایتوں میں فرق و اختلاف اور کمی بیشی کی تصریح کی گئی ہے۔

امام طبرانی نے اس کتاب میں بعض احادیث کی تشریح بھی کی ہے اور اس کے ساتھ ائمہ فقہ اور محدثین کے اقوال بھی درج کئے ہیں۔ مثلاً ایک حدیث ہے :

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد

فرمایا : "جس نے چار کام کئے اس کو چار چیزیں عطا کی جاتی ہیں"۔ اور اس کا ذکر کتاب اللہ میں بھی ہے۔

۱) جس نے اللہ کو یاد کیا اللہ بھی اسے یاد کرتا ہے۔

﴿ فَاذْكُرُوْنِيْ اَذْكُرْكُمْ ﴾ (البقرہ : ۱۵۲)

"پس مجھے یاد کرو تو میں تمہیں یاد کروں گا"۔

۲) جس نے دعا کی اس کی دعا قبول ہوتی ہے۔

﴿ اُدْعُوْنِيْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ﴾ (المومن : ۶۰)

"مجھ سے مانگو میں تمہیں دوں گا"۔

۳) شکر کرنے والوں پر اللہ مزید فضل و انعام کرتا ہے۔

﴿ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ ﴾ (ابراہیم : ۷)

"اگر تم میرا شکر کرو گے تو میں تمہیں اور زیادہ نوازوں گا"۔

۴) جو اللہ سے استغفار کرتا ہے اللہ اس کی مغفرت فرماتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے :

﴿ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۝ ﴾ (نوح : ۱۰)

"اپنے رب سے مغفرت چاہو' بلاشبہ وہ بہت بخشنے والا ہے"۔

معجم صغیر ۱۳۱۱ھ میں مطبع انصاری دہلی سے شائع ہوئی۔ اس کے آخر میں درج ذیل چار رسائل بھی شامل ہیں :

۱۔ <u>غنیۃ اللامعی : مولانا شمس الحق عظیم آبادیؒ</u> : اس رسالہ میں اصولِ حدیث اور بعض فقہی مسائل کے بارے میں سوالات کے جوابات دیئے گئے ہیں۔

۲۔ <u>التحفۃ المرضیۃ فی حل بعض مشکلات الحدیثیۃ : از شیخ علامہ حسین</u> بن محسن انصاریؒ۔ اس رسالہ میں امام ترمذیؒ کی بعض اصطلاحات کی تحقیق کی گئی ہے۔

۳۔ <u>رفع الیدین فی الدعاء</u> : از علامہ حجر بن عبدالرحمٰن بن سلیمان بن یحییٰ زبیدی الیمانیؒ ۔ اس میں فرض نمازوں کے بعد ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگنے کو مدلل طور پر مسنون بتایا گیا ہے۔

(باقی صفحہ ۳۴ پر)